یہ ہے میرا وطن

الٰہی مرا نورِ بصیرت
عام کر دے
سلسلہ ٹوٹے نہیں

جنوبی ہند کا ایک دعوتی سفرنامہ

مبارک حسین مصباحی

جب ہم اپنے وطن کی بات کرتے ہیں تو صرف اپنا علاقہ اور اتر پردیش مراد نہیں ہوتا بلکہ پورا ملک مراد ہوتا ہے اور اپنے وطن سے سچی محبت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ملک کے ہر گوشے اور ہر خطے سے محبت ہو، علاقائی اور قومی عصبیت ملک کی تعمیر و ترقی کے لیے زہر قاتل ہے۔ جو لوگ ملک کو علاقائی اور لسانی خانوں میں بانٹ کر دیکھتے ہیں، وہ اپنے ملک کے وفادار نہیں۔ راج ٹھاکرے اور ان کے ہم نوا مراٹھی شمالی ہند کے باشندوں کے ساتھ ممبئی اور اس کے مضافات میں جو سلوک کر رہے ہیں، یہ انتہائی گھناؤنی سیاست ہے۔ انصاف پسند مراٹھی بھی راج ٹھاکرے کی غنڈہ گردی کو پسند نہیں کرتے۔ تجارت و معیشت کے لیے ملک کا کوئی بھی باشندہ کسی بھی علاقے میں بود و باش اختیار کر سکتا ہے۔ مہاراشٹر کے ہزاروں لوگ اتر پردیش اور ملک کے مختلف علاقوں میں تعلیم و تجارت کے لیے رہ رہے ہیں مگر ان کے ساتھ علاقائی عصبیت کا کوئی معاملہ آج تک سننے میں نہیں آیا۔ یہ گفتگو اس لیے چھڑ گئی کہ گزشتہ دنوں جب ہم مہاراشٹر گئے تو ممبئی قیام کے دوران کئی کرب ناک واقعات سننے میں آئے اور بات اگر صرف واقعات اور حادثات کی حد تک ہوتی تو ماضی کی کرب ناک یادوں کی طرح طاقِ نسیاں کی نذر ہو جاتی، مقام افسوس یہ ہے کہ مہاراشٹر میں علاقائی عصبیت ایک وبائی مرض بن کر پنپ رہی ہے اور ممبئی میں مقیم شمالی ہندوستانیوں کے خلاف اس چنگاری کو مسلسل ہوا دی جا رہی ہے، اس لیے پوری شدت کے ساتھ اس رجحان کو دبانے اور مٹانے کی ضرورت ہے۔ مہاراشٹر کی ٹھاکرانہ عصبیت پر ہم آئندہ گفتگو کریں گے۔ اب ہم آندھرا پردیش کے تاریخی شہر ادونی کا رخ کرتے ہیں۔

۹ر جولائی ۲۰۱۰ء کو ادونی ضلع کرنول اے. پی. میں معراج مصطفیٰ ﷺ کانفرنس تھی، اہل ادونی پہلے بھی کئی بار دعوت دے چکے تھے مگر ہم اپنی مصروفیت کی وجہ سے شرکت نہیں کر سکے۔ اس بار ہم نے بہر صورت شرکت کا عزم کیا۔ بھیونڈی سے جناب وقار عزیزی صاحب نے بھی فون کیا کہ ہم اس پروگرام میں ضرور شریک ہوں۔ خیر ایک طویل مسافت طے کر کے ۹ر جولائی کو قریب چھ بجے صبح ہماری ٹرین ادونی پہنچی۔ اسٹیشن پر پہلے ہی سے ہمارے داعی پیر طریقت سید نوید سہروردی اور حضرت مولانا حافظ شکیل احمد موجود تھے، ان کے ساتھ ان کے دیگر احباب بھی تھے۔ یہ قافلہ بڑی عقیدت و محبت کے ساتھ ہمیں ایک بڑے ہوٹل میں لے کر پہنچا جہاں ہر قسم کی سہولیات موجود تھیں۔

ادونی ایک مذہبی، تجارتی اور تاریخی شہر ہے۔ یہاں ۹۹ر فی صد اہل سنت و جماعت ہیں، علم و تہذیب پر حیدر آبادی رنگ غالب ہے۔ عام طور پر لوگوں میں سنیت و صوفیت کے آثار نظر آتے ہیں۔ بلند پایہ اولیاے کرام اور صوفیاے عظام کے مزارات بھی ہیں۔ معراجِ مصطفیٰ کانفرنس بھی قدوۃ السالکین حضرت سید عنان شاہ ولی علیہ الرحمہ کے عرس کے موقع پر ایک اجلاسِ عام تھا۔ عرس کا اہتمام صدر عرس کمیٹی سید شاہ جاوید انور سہروردی اور حضرت سید نوید میاں سہروردی کرتے ہیں۔ ادونی کے دیگر مشاہیر بزرگوں کے اسماے گرامی اس طرح ہیں۔ (۱) - اشرف المعاصر حضرت سید شاہ طاہر قادری علیہ الرحمہ۔ (۲) - حضرت صوفی شیخ فرید علیہ

الرحمہ۔(۳)- حضرت چندہ حسینی علیہ الرحمہ۔(۴) - حضرت سید امن قادری علیہ الرحمہ۔(۵) - حضرت سید شاہ احمد حسینی سہروردی تیغ برہنہ۔ان مشاہیر کے علاوہ بھی بزرگوں کے مزارات ہیں۔

جناب سید محمد نوید سہروردی حضرت تیغ برہنہ کی اولاد سے ہیں۔ آپ کے جد امجد گلبرگہ سے ادونی آئے تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ قطب الاولیا شاہ حسام الدین حسینی تیغ برہنہ سہروردی علیہ الرحمہ کا مزار گلبرگہ شریف میں سرچشمہ فیوض و برکات ہے۔ سید نوید سہروردی کے مشیر اعلیٰ مولانا شکیل احمد رضوی نے جامعہ نظامیہ حیدر آباد سے کامل الفقہ کیا ہے، انگریزی میں ایم اے اور ایم فل کیا ہے، دونوں حضرات حالات آشنا اور دعوت و تبلیغ کے جدید تقاضوں سے واقف ہیں۔ دین و سنیت کا سچا درد رکھتے ہیں۔ ادونی کی موجودہ سنیت کے تحفظ و فروغ میں آپ حضرات نے کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ۹/جولائی ۲۰۱۰ء کو جمعہ کا دن تھا ادونی کی جامع مسجد ایک عظیم تاریخی مسجد ہے۔ اہل ادونی نے بتایا کہ مکہ مسجد حیدر آباد کے بعد یہ اے. پی. کی سب سے بڑی مسجد ہے۔ اس مسجد کی تعمیر حضرت سید شاہ طاہر قادری علیہ الرحمہ نے کرائی تھی۔ آپ نے مسجد میں نمایاں طور پر کندہ کرا کر دیا تھا: "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للّٰہ۔" یہ کلمات آج بھی جلی حروف میں موجود ہیں۔ شاید انھیں کلمات کی برکت نے اس مسجد کو وہابیت زدگی سے محفوظ رکھا اور اس مرکزی مسجد کی برکت سے علاقہ بھی محفوظ رہا۔ نمازِ جمعہ ہم نے اسی مسجد میں ادا کی۔ نماز سے قبل ہمارا خطاب بھی ہوا جو پہلے ہی سے ہمارے طے شدہ پروگرام میں شامل تھا۔ بعد نمازِ عصر حضرت سید شاہ طاہر قادری علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضری دی۔ آپ کا مزار آبادی سے چند کلومیٹر دور پہاڑیوں کے دامن میں ہے۔ ماشاء اللہ بڑا روحانی اور پرفضا مقام ہے۔

بعد نمازِ عشا معراجِ مصطفیٰ کانفرنس شروع ہوئی۔ تلاوت و نعت کے بعد افتتاحی خطاب حضرت مولانا شکیل احمد رضوی نے فرمایا۔ نظامت خود سید محمد نوید میاں تیغ برہنہ فرمارہے تھے، حد نظر ٹھاٹھیں مارتا ہوا مجمع شوق تھا۔ گل پوشی کی رسم ادا کی گئی اور پھر ہمیں خطاب کرنے کے لیے حکم ملا۔ لگ بھگ ڈیڑھ گھنٹے ہم نے معراج مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر گفتگو کا شرف حاصل کیا، ہمارے بعد مبلغ سنیت جناب وقار احمد عزیزی صاحب نے بڑی خوب صورت تقریر فرمائی، صدر اجلاس سید جاوید انور سہروردی صاحب نے سامعین و حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

ہندوستانی مسلمانوں میں رجب المرجب کا مہینہ معراجِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے۔ عید میلاد النبی ﷺ کے بعد اس ماہِ مبارک میں ذکر رسول کی محفلوں کو خوب سجایا جاتا ہے، تاریخوں کے اختلاف کے باوجود راجح قول یہی ہے کہ سرورِ دوجہاں ﷺ کو معراج ۲۲/رجب المرجب کو ہوئی۔ اس مقدس شب میں رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوئی تھی لیکن آقائے دوجہاں ﷺ کے صدقے میں مومنوں کی بھی معراج ہوئی۔ سرورِ دوجہاں کی معراج کے حوالے سے اہل سنت اور غیر اہل سنت میں اختلاف رہا ہے کہ آقا علیہ السلام کی معراج بیداری میں ہوئی یا عالمِ خواب میں، روحانی ہوئی یا جسمانی۔ علمائے اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ سرکار کو عالمِ بیداری میں جسمانی معراج ہوئی اور اس عقیدے کے استدلال میں قرآن و احادیث کا ناقابلِ تردید ذخیرہ موجود ہے۔ در اصل جن حضرات کے قلوب مقامِ مصطفیٰ سے بے بہرہ ہیں وہ رسولِ پاک کے مقام و اختیار کو اپنی عقلوں کی میزان پر تولتے اور ناپتے ہیں کہ نبی اس مختصر وقت میں حرمِ محترم سے حریم قدس الٰہی تک کیسے گئے اور آئے۔ اس لیے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دیتے ہیں کہ واقعۂ معراج یا تو صرف روحانی ہے یا یہ واقعہ خواب کا ہے۔ سردست ان حضرات کی خدمت میں صرف اتنا عرض ہے کہ معراجِ مصطفیٰ ﷺ ایک عظیم معجزہ ہے اور معجزہ وہی ہوتا ہے جو عقلوں میں نہ آئے۔

شبِ معراج ہمارے آقا بارگاہِ قدس سے اپنی امت کے لیے نمازوں کا تحفہ لائے اور یہ تحفۂ نماز در اصل امت کی معراج ہے الصلوٰۃ معراج المومنین، شب معراج مصطفیٰ ﷺ دیدارِ الٰہی سے شرف یاب ہوئے اور حالتِ نماز میں یہ امت بارگاہِ قدس میں حاضری کا شرف پاتی ہے۔ اگر نورِ بصیرت سے کام لیا جائے تو دونوں میں بڑی مناسبت ہے، مقامِ مصطفیٰ کی سربلندی ہو یا بندہ مومن کی مومنانہ زندگی دونوں کی معراج بارگاہِ قدس کی حاضری میں ہے، نبی کریم ﷺ کی معراج دیدارِ الٰہی اور قربِ الٰہی کی وہ منزلیں ہیں جن کے عرفان اور آگہی سے ہمارے دل و دماغ قاصر ہیں اور ہماری معراج ادائے مصطفیٰ کی پیروی اور اطاعت میں ہے۔ اسی مقامِ محبوبیت کی نشان دہی قرآن یوں فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ - (آلِ عمران:۳۱)

ترجمہ:- اے محبوب آپ فرمادیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو محبوب بنالے گا۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت سے لے کر بندوں کی محبوبیت تک کا مکمل سفر نبی ﷺ کی اطاعت و پیروی ہی میں مضمر ہے۔ نبی کی محبت اور

اطاعت کو نظر انداز کر کے نہ بندہ خدا کا محب بن سکتا ہے اور نہ بندہ خدا کی محبوبیت کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گردِ منزل میں　　　　نہ جانے کس بلندی پر ہے کاشانہ محمد کا

اب ہم آپ کے ذہنوں کو اس نقطے کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ معراج مصطفیٰ کا سب سے اہم تحفہ نماز ہے جو اہم العبادات ہے۔ نماز محض ایک رسم نہیں بلکہ قربِ الٰہی کا ایک مستحکم ذریعہ اور تجلیاتِ ربانی کا مرکز ہے۔ بندہ جب خشوع و خضوع کے ساتھ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوتا ہے تو تجلیاتِ ربانی میں ڈوب جاتا ہے۔ اس حوالے سے ذرا صحابۂ کرام اور اولیاے عظام کے واقعات پڑھیے، کوائفِ نماز پڑھ کر قارئین پر وجد و کیف طاری ہو جاتا ہے۔ ادھر چند برسوں سے نماز کی باضابطہ تحریکیں شروع ہوئی ہیں، دوسری طرف مسلمانوں میں علم کا گراف بھی بلند ہوا ہے جس کے نتیجے میں نمازیوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ مگر افسوس مسنون لباس میں نماز سے زیادہ نماز کا پروپیگنڈہ نظر آتا ہے اور یہ ریاکاری کی بدترین قسم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لوگوں کو اس بلا سے محفوظ رکھے، آمین۔

ہمیں ادونی میں اسی دن معراجِ مصطفیٰ کے موضوع پر روزنامہ "منصف" حیدر آباد کا خصوصی شمارہ پڑھنے کو ملا، جس میں "واقعۂ معراج کے تناظر میں ارضِ فلسطین کی پکار" کے عنوان سے حسب ذیل تجزیہ پسند آیا:

واقعۂ معراج کے حوالے سے اگر ارضِ فلسطین کے موجودہ کرب ناک حالات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ مقام مقدس جہاں سے محسن انسانیت ﷺ نے اپنے سفرِ معراج کا آغاز فرمایا تھا، آج بھی باطل کے شکنجہ میں ہے۔ مسلمانوں کا قبلۂ اول، مسجد اقصیٰ کی بے حرمتی کے سیکڑوں واقعات کو دنیا خاموش تماشائی بن کر دیکھ رہی ہے۔ بیت المقدس کی بازیابی امت کی شرعی ذمہ داری ہونے کے باوجود پورے عالم پر موت کا سناٹا چھایا ہوا نظر آرہا ہے۔ ایک بین الاقوامی سازش کے تحت ۱۹۴۸ء میں یہودی مملکت کو قائم کر کے دنیا کے شاطر حکمرانوں نے یہودیوں کے پنجے مقدس سرزمین میں گاڑ دیے۔ دنیا کی یہ ظالم اور غاصب قوم شروع دن سے ہی مسجد اقصیٰ کے تقدس کو پامال کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ یہودیوں نے ایک طرف مذہبی شعائر کی بے حرمتی کو اپنا شعار بنا لیا اور دوسری طرف معصوم اور بے گناہ فلسطینیوں کو اپنی بربریت اور شقاوت کا نشانہ بنایا۔ گزشتہ ۶۲ر سال سے اسرائیل کے مظالم دنیا پر عیاں ہیں۔ فلسطینیوں کی جائداد پر قبضہ، معصوم بچوں اور بوڑھوں پر بموں کی بارش اور ہر دن جرائم کا ارتکاب، اس کے باوجود امن کے ٹھیکے داروں کا ضمیر نہیں جاگا۔ اسرائیل کے خلاف اقوامِ متحدہ میں بیسیوں قرار دادوں کی منظوری لیکن اس پر عمل ندارد۔ گزشتہ دو سال سے غزہ کی جس سنگ دلانہ انداز میں اسرائیل نے ناکہ بندی کر رکھی ہے یہ تو اس کی بربریت کی انتہا ہے۔ غزہ کے پندرہ لاکھ عوام کھانے کے دانے دانے کے لیے ترس رہے ہیں۔ پورا علاقہ ایک کھلی جیل کا منظر پیش کر رہا ہے، بچوں کے لیے دودھ اور بیماروں کے لیے دوائیں بھی نہیں پہنچائی جا سکتیں۔ چند دن قبل ترکی نے جب اسرائیل کی اس جارحیت کے خلاف اقدام کرتے ہوئے غزہ کے عوام کو غذائی اجناس بذریعہ جہاز پہنچانے کی کوشش کی تو اسرائیل نے نہ صرف امداد کا سامان لے کر جانے والے ترکی کے جہازوں کو روک دیا بلکہ اس پر حملہ کر کے سارا مال ضبط کر لیا۔ اسرائیل کی اس جارحانہ کارروائی کے خلاف دنیا نے واویلا کیا، لیکن اسرائیل ٹس سے مس نہ ہوا اور آج بھی غزہ کے عوام ناقابلِ بیان مصائب سے دوچار ہیں۔ ترکی کی جرأت مندانہ کارروائی اور بلند ہمتی کی داد دینی چاہیے کہ وہ اب بھی فلسطینیوں بالخصوص غزہ کے عوام کی مدد کے لیے تیار ہے، حال ہی میں ترکی میں منعقدہ علما کونسل نے بھی اسرائیلی جارحیت کے خلاف اور فلسطینیوں سے یگانگت کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ پانچ سو علما ترکی سے جہاز کے ذریعہ غزہ جائیں گے تاکہ فلسطینیوں کی ہمت بندھا سکیں۔

شبِ معراج کے اس موقع پر امت مسلمہ کو مسئلہ فلسطین کے تعلق سے بھی چند حقائق کو سامنے رکھنا چاہیے۔ اگر دنیاے عرب اور امت مسلمہ مسئلہ فلسطین کو ایک جغرافیائی یا قومی مسئلہ سمجھتی ہے تو یہ انتہائی کم علمی کی دلیل ہے۔ فلسطین کا تعلق سارے مسلمانوں سے ہے۔ مسجد اقصیٰ جس کو سارے مسلمان اپنے ایمان کی علامت سمجھتے ہیں، اس سے دست بردار ہونے کا کوئی مسلمان تصور نہیں کر سکتا۔ اسرائیل مسجد اقصیٰ کو ڈھانے کی کئی مرتبہ ناپاک کوشش کرتا رہا۔ کبھی مسجد اقصیٰ میں آگ لگائی گئی اور کبھی سرنگیں لگا کر اسے ڈھانے کی کوشش کی گئی۔ یہودی قوم کی زندگی کا نصب العین یہی ہے کہ کسی طرح سارے فلسطین اور خاص طور پر مسجد اقصیٰ پر ان کا قبضہ ہو جائے۔ یہودی قوم اب

عظیم تر اسرائیل Grater Israel کا خواب دیکھ رہی ہے۔ عظیم تر اسرائیل کے معنیٰ یہ ہیں کہ وہ ایک وسیع وعریض اسرائیلی مملکت قائم کرنے کے درپے ہیں۔ اسرائیلی پارلیمنٹ کی پیشانی پر یہ عبارت اب بھی موجود ہے کہ "اے اسرائیل! تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں۔"

ابھی میں یہ سطریں سپردِ قلم کر رہا تھا کہ راشٹریہ سہارا اعظم گڑھ کی مندرجہ ذیل خبر نے مزید تشویش پیدا کردی:

"فلسطینی قومی منصوبہ بندی کمیٹی کے سکریٹری جنرل مصطفیٰ برغوثی نے اسرائیل کی جانب سے کچھ دنوں کے اندر مغربی کنارہ کے ضلع بیت اللحم کے علاقوں ولجہ اور بیت جالا میں ۱۰۰ رنئے رہائشی یونٹوں کی تعمیر کے منصوبے کا انکشاف کیا ہے۔

انھوں نے کہا ہے کہ اسرائیلی انتظامیہ نے ان کے گھروں کے لیے فلسطینی شہریوں کی زمینیں بلڈوز کرنا شروع کردی ہیں۔ اس جگہ تک رسائی روکنے کے لیے خاردار تاریں بھی نصب کر دی گئی ہیں۔ برغوثی نے کہا کہ "صیہونی ریاست" اپنی مذموم کارروائیوں کے ساتھ ساتھ مذاکرات کا ڈھونگ بھی رچا رہی ہے اور یک طرفہ طور پر اپنے فیصلے مسلط کیے جارہی ہے۔ اسرائیل مذاکرات کو اپنی مذموم کارروائیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ وہ ایسے حالات پیدا کرتا جارہا ہے جو حقیقی فلسطینی ریاست کے قیام میں حائل ہوسکیں۔ انھوں نے کہا کہ لوگوں کی نظروں سے دور تعمیرات کا یہ کام نتین یاہو حکومت کے دعوؤں اور ان کی جانب سے یہودی آبادکاری رکوانے کے مبینہ فیصلہ کا منہ چڑا رہا ہے۔

انھوں نے مزید بتایا کہ اسرائیلی حکام بیت اللحم کے غصب کردہ علاقے "تقوع" میں یہودیوں کے لیے ۳۲ رہائشی یونٹس تعمیر کروانے میں مصروف ہیں۔ اسی طرح مغربی کنارہ اور مقبوضہ بیت المقدس میں موجود فلسطینیوں سے چھینی گئی اراضی پر تعمیر کردہ یہودی آبادیوں میں مزید توسیع کی جارہی ہے۔ برغوثی نے کہا کہ اسرائیل کی جانب سے یہودی آبادکاری روکنے کے فیصلے کے اعلان کے بعد یہودی بستیوں کی تعمیر کا حجم کم ہونے کے بجائے مزید بڑھ گیا ہے۔ مغربی کنارہ اور القدس میں زیر تعمیر تمام رہائشی یونٹوں کا تعمیراتی کام مسلسل جاری ہے۔ القدس میں ہزاروں گھروں کی تعمیر کے لیے اجازت نامے جاری کر دیے گئے ہیں۔ پبلک اور پرائیویٹ دونوں سیکٹروں میں یہودی آبادکاری کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

سہارا ہی کی ایک اور خبر کے مطابق بیت المقدس میں اسلامی مسیحی نصرت القدس کمیٹی نے انکشاف کیا ہے کہ اسرائیل مسجد اقصیٰ کے جنوب مغرب کی سمت میں تاریخی جگہ "مقام براق" کے تمام اسلامی آثار وعلامات کو مٹانے کے ایک خطرناک منصوبے پر عمل پیرا ہے۔ خیال رہے کہ "براق" مسجد اقصیٰ کی وہ تاریخی جگہ ہے جہاں سے نبی اکرم ﷺ نے عالم بالا کے سفر کی تیاری کی تھی۔ اس اعتبار سے مسجد اقصیٰ کے جنوب مغربی سمت میں واقع یہ مقام اپنی ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے، جب کہ عیسائی بھی اس جگہ کے مقدس ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۹۲۹ء میں فلسطین پر برطانوی قبضے کے خلاف اسی مقام سے ایک انقلابی تحریک شروع ہوئی تھی جسے بعد میں انقلابِ براق کا نام دیا گیا تھا۔ کمیٹی کی جانب سے مقام براق کے احاطے میں اسرائیل کی تازہ کھدائیوں کی تصاویر بھی جاری کی گئی ہیں۔ ان تصاویر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ صیہونی حکام تیزی کے ساتھ مقام براق اور اس سے ملحقہ مقامات کو یہودی مقاصد کے لیے استعمال میں لانا چاہتے ہیں۔ مقام براق کے قریب مسجد اقصیٰ کے مراکشی دروازے کے سامنے "توراتی میوزیم" بنانے کی تیاریاں کی جارہی ہیں۔ توراتی میوزیم کی آڑ میں مسجد اقصیٰ کے اس مقدس حصے کو قبلۂ اول سے الگ کر کے یہاں یہودیوں کی تقریبات کے لیے پارک اور دیگر عمارتیں بھی تعمیر کی جائیں گی۔ رپورٹ کے مطابق اسرائیل مقام براق کے احاطے اور وہاں پر موجود قدیم ترین اسلامی آثار کو ختم کرنے کے لیے کئی قسم کی دیگر تبدیلیاں بھی کرنا چاہتا ہے۔ انھیں جوہری تبدیلیوں میں براق جیسے مقدس مقام کو ٹیکسی اسٹینڈ اور پارکنگ کے لیے مخصوص کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ یہ ٹیکسی اسٹینڈ بیت المقدس کے قدیم دروازے "باب نبی داد" کے قریب بنائے جانے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ پارکنگ کی یہ جگہ صرف اسی صورت میں مکمل ہوگی، جب بیت المقدس کی اس قدیم دیوار کا بھی کچھ حصہ منہدم کر کے اس میں شامل کیا جائے گا۔ کمیٹی نے مقام براق میں یہودیت کے نئے منصوبوں کی مزید تفصیلات بتاتے ہوئے کہا ہے کہ اسرائیل مقام براق کے احاطے میں کئی اہم عمارتوں کو تعمیر کر رہا ہے۔ انھیں عمارتوں میں "الگوہر ہاس" تین منزلہ عمارت تقریباً ۳۰۰۰ مربع میٹر پر تعمیر کی جائے گی۔ اس عمارت میں ایک میوزیم بنایا جائے گا جس میں صرف یہودیوں کی مذہبی تاریخ کی حامل قدیم اشیا رکھی جائیں گی۔ اس کے علاوہ مقام براق کے جنوب مغرب میں

"التورات ہاس" کے نام سے تعمیراتی منصوبہ زیر غور ہے۔ "تورات ہاس" کے نام سے تعمیراتی منصوبہ زیر غور ہے۔ تورات ہاس کے نام بنائی جانے والی یہ عمارت یہودی مذہبی تعلیمات کی ایک اہم درس گاہ پر مشتمل ہو گی۔ براق کے جنوب میں "ڈفیڈ سون سینٹر" قائم کیا جارہا ہے۔ ڈفیڈ سون ہاس البراق کے شرقاً غرباً پھیلے تاریخی پارک کے ساتھ تعمیر کیا جائے گا۔ القدس کمیٹی کے مطابق اسرائیل مقام براق کے قریب کئی ٹیکسی اسٹینڈ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے تا کہ یہودیوں کی آمد ورفت میں انھیں سہولت فراہم کی جاسکے۔ اس کے علاوہ یہاں پر تعمیرات کا ایک ایسا جال بنانا چاہتا ہے تا کہ مسلمانوں کے اس مقدس مقام کی شناخت کلی طور پر ختم کر کے اسے یہودیوں کے عام استعمال کی جگہ بنایا جائے۔

اے کاش عرب حکمرانوں کی غیرتِ ایمانی بیدار ہوتی تو آج قبلۂ اول بیت المقدس کے تعلق سے یہ برا دن دیکھنے کو نہیں ملتا، فلسطینی مسلمان ظلم وجبر کی چکی میں پس رہے ہیں مگر عالمِ اسلام ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے یہ خونچکاں منظر دیکھ رہا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ امتِ مسلمہ عالمی سطح پر اسرائیل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے اور ہر ملک کے مسلمان اپنی اپنی حکومتوں پر دباؤ بنائیں کہ وہ اسرائیلی حکومت سے اپنا رشتہ منقطع کر لیں۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق بعد نمازِ فجر ۱۰ر جولائی کو ہم ادونی سے گلبرگہ کے لیے نکل گئے۔ ہمارے ساتھ سید نوید سہر وردی، حافظ شکیل احمد رضوی، جناب وقار عزیزی اور چند صالح نوجوان بھی تھے۔ گلبرگہ اسٹیشن پر پہنچے تو رضا گیسٹ ہاؤس کے مالک حاجی جعفر ایوب، مولانا جاوید اختر مصباحی وغیرہ سراپا شوق موجود تھے۔ حاجی صاحب ہمیں ریسیو کر کے سیدھے گیسٹ ہاؤس پہنچے۔ حاجی جعفر ایوب صاحب سے ہمارے قدیم روابط ہیں۔ موصوف انتہائی نیک سیرت، بلند اخلاق اور دار العلوم رضائے مصطفیٰ گلبرگہ کے صدر و مہتمم ہیں، مدتِ دراز سے ماہ نامہ اشرفیہ کی ایجنسی لیے ہوئے ہیں، الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی حسن کارکردگی سے بے پناہ متاثر ہیں۔ اپنے ادارے میں فضلائے اشرفیہ کے تقرر کو ترجیح دیتے ہیں۔ اس وقت مولانا بہاء الدین مصباحی، مولانا جاوید اختر مصباحی اور مولانا کاشف رضا شاد مصباحی ان کے ادارے میں تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ موصوف نے قیام وطعام کا پر تکلف اہتمام کیا۔ گیسٹ ہاؤس میں ہمارے دیرینہ کرم فرما محب مکرم جناب ڈاکٹر کے. عبد الحمید اکبر صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ان سے ملاقات کے لیے میں پہلے ہی سے بے چین تھا۔ موصوف بلند اخلاق، خوش عقیدہ اور علمی شخصیت ہیں۔ دین و دانش اور علم وادب کے مختلف موضوعات پر ان سے دیر تک گفتگو ہوئی، طے شدہ پروگرام کے مطابق ڈھائی بجے سے ساڑھے چار بجے تک انجمن ترقی اردو شاخ گلبرگہ کے ایوان میں کنوینشن ہونا تھا۔ موضوع تھا "مدارس اسلامیہ کی اہمیت وافادیت اور مرکزی مدرسہ بورڈ کی حقیقت ونوعیت" اور خصوصی خطیب کی جگہ میرا نام لکھ دیا تھا۔ اجلاس میں بطور خاص علما، اہلِ علم و دانش، مسلم اہل سیاست، اربابِ قلم اور میڈیا سے وابستہ حضرات کو دعوت دی گئی تھی۔ گلبرگہ ایک علمی اور تہذیبی شہر ہے، متعدد اردو اخبارات بھی نکلتے ہیں، مختلف سلاسل کے بلند پایہ صوفیہ اور اولیا کا فیضان بھی اس شہر میں جاری ہے۔ شہنشاہِ دکن خواجۂ خواجگاں سید شاہ محمد حسینی حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز علیہ الرحمہ کا مزار اقدس بھی اسی شہر میں مرجعِ خلائق ہے۔ یہ وہی خواجہ بندہ نواز ہیں جن کے چرنوں میں اردو زبان نے جنم لیا۔ ایک سے ایک اہل شعر وادب اس سرزمین پر پیدا ہوئے۔ یہاں ایک عدد یونیورسٹی، متعدد کالج اور کئی مدارس اسلامیہ بھی ہیں۔

بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ ایوان انجمن ترقی اردو کمپلیکس اسٹیشن روڈ گلبرگہ میں وقت پر پروگرام شروع ہوا۔ تلاوت گلبرگہ یونیورسٹی کے ڈین عالی جناب ڈاکٹر کے. عبد الحمید اکبر نے فرمائی۔ خطبۂ استقبالیہ مولانا جاوید اختر مصباحی نے پیش کیا۔ نعتِ مصطفیٰ ﷺ کے بعد ہمیں آواز دی گئی۔ ہم نے دیر تک اپنے باوقار سامعین کو مصروف رکھا۔ گفتگو کا خلاصہ یہ تھا، اسلام انسانی دنیا میں علم کا سب سے بڑا داعی ہے۔ علم دین حاصل کرنا ہمارا دینی فریضہ ہے مگر جدید علوم کا حصول اسلامی قدروں کے منافی نہیں بلکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس کی ترغیب دی ہے اور ہر دور میں مسلمانوں نے جدید اور دنیاوی علوم میں حصہ لیا ہے، بلکہ مسلمانوں نے تاریخ کے مختلف ادوار میں جدید اور عصری علوم وفنون میں حیرت انگیز ایجادات کی ہیں اور نت نئے تجربات کی قیادت ورہ نمائی کی ہے اور آج بھی دنیا کے مختلف ممالک میں مسلمان جدید ایجادات اور جدید علوم وفنون میں پیش قدمی کر رہے ہیں۔ سینٹرل مدرسہ بورڈ کے تعلق سے بعض ناعاقبت اندیش علما موہوم خدشات کا سہارا لے کر مخالفت کر رہے ہیں۔ ہم نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا کہ ان کی مخالفت میں خیر خواہی نہیں بلکہ سیاسی سودے بازی ہے۔ اگر مخالفین واقعی اپنی رائے

میں مخلص ہیں تو صوبائی مدرسہ بورڈ سے اپنے مدارس کے الحاقات توڑ کیوں نہیں دیتے۔ اتر پردیش میں یہی لوگ لاکھوں لاکھ رشوت دے کر اپنے ملحق مدارس کو ایڈ لسٹ پر لانے کی جدوجہد کر رہے ہیں، جو بات کہیں فخر ہے وہی بات کہیں ننگ۔ ان قائدین کی دوغلی پالیسی سے اب ہندوستانی مسلمان جیسے جیسے واقف ہو رہے ہیں مرکزی مدرسہ بورڈ کی تشکیل کا مطالبہ بڑھ رہا ہے۔ گلبرگہ کا یہ عظیم کنونشن بھی اسی مطالبے کی ایک پرزور آواز ہے جو صدا بہ صحرا ثابت نہیں ہوگی۔ ہمارے خطاب کے بعد جن مہمانانِ خصوصی نے اپنے گراں قدر اور وقیع تاثرات پیش کیے۔ ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

ڈاکٹر شاہ محمد افضل الدین جنیدی صاحب خلف اکبر سجادہ نشیں بارگاہ شیخ دکن گلبرگہ شریف، الحاج قمر الاسلام صاحب ایم ایل اے گلبرگہ (شمال)، جناب محمد عبد العظیم ایم. اے. صدر گلبرگہ ایجوکیشنل ٹرسٹ گلبرگہ، صدارت جناب ولی احمد صدر انجمن ترقی اردو ہند شاخ گلبرگہ نے فرمائی۔ صدر باوقار نے بڑا جامع خطبہ صدارت پیش کیا اور موضوع کے تمام گوشوں کا احاطہ کرتے ہوئے کنونشن کے خطابات کا تجزیہ بھی کیا۔ کنونشن کے تمام خطبا نے مرکزی مدرسہ بورڈ کی پرزور حمایت کی اور میڈیا کے روبرو حکومتِ ہند سے مطالبہ کیا کہ وہ بورڈ کی تشکیل کے لیے اولین فرصت میں پیش قدمی کرے۔ پروگرام میں علمی اور دینی شخصیات اور علاقے کے مصباحی برادران نے بڑے ذوق و شوق کے ساتھ شرکت فرمائی پروگرام کے اختتام پر ای. ٹی. وی. کے نمائندوں نے ہم سے مدرسہ بورڈ کے تعلق سے انٹرویو لیا اور پھر حیدر آباد سے بڑے اہتمام کے ساتھ نشر بھی کیا۔ کنونشن کے دیگر شرکا میں جناب وقار عزیزی، سید نوید میاں، مولانا شکیل احمد رضوی، مولانا بہاء الدین مصباحی، مولانا کاشف رضا مصباحی، مولانا مشتاق مصباحی، مولانا معین الدین مصباحی کے چہرے یاد آ رہے ہیں۔

بعد نمازِ عصر شہنشاہِ دکن حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر حاضری ہوئی۔ بڑا روحانی اور عرفانی منظر تھا، فاتحہ پڑھی اور ان کے وسیلے سے دعائیں کیں حسن اتفاق کہ احاطۂ مزار میں صاحب سجادہ حضرت خسرو میاں دام ظلہ العالی سے بھی شرف نیاز حاصل ہو گیا۔ ہم پہلے سے ہی ان سے ملاقات کے خواہش مند تھے۔ حضرت نے فرمایا بعد نمازِ مغرب گھر آئیں اور ماحضر تناول فرمائیں، لیکن اسی دن بعد نمازِ مغرب ہمیں ممبئ نکلنا تھا اس لیے معذرت کر لی۔ اس مختصر ملاقات میں ہم نے انھیں الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور تشریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ کسی مناسب موقع سے ضرور حاضری ہوگی۔

اسی سفر میں ۱۱ر جولائی ۲۰۱۰ء کو میرا روڈ ممبئ کی شہرۂ آفاق "شمس مسجد" میں بھی ہمارا خطاب ہوا، موضوع تھا "معراجِ مصطفیٰ ﷺ اور ارضِ فلسطین کی پکار"۔ تفصیل ابھی نہیں........

ص: ۵۶ کا بقیہ: جشن حضور حافظ ملت نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ اس محفل نور میں طلبہ و کارکنان دار العلوم نے ذوق و شوق سے حصہ لیا اور اساتذۂ دار العلوم مفتی محمد شبیر عالم مصباحی، محمد فیض الدین رضوی، مولانا محمد ساجد حسین شمسی، مولانا محمد باب الحسین امینی۔ مولانا غلام آلِ رسول اشرفی رونقِ اسٹیج رہے۔ طلبۂ دار العلوم نے دین و ملت کے اس عظیم محافظ، مفکر، مبلغ و محدث جلالۃ العلم الشاہ عبد العزیز محدث مراد آبادی کی بارگاہ میں والہانہ انداز میں منظوم و منثور خراجِ عقیدت پیش کیا۔ مفتی شبیر عالم مصباحی کا خصوصی خطاب ہوا۔ موصوف نے اپنے خطاب میں حیاتِ حافظِ ملت کے اہم گوشوں پر روشنی ڈالی اور اس کے تناظر میں طلبہ کی ذہن سازی کی کہ کاروانِ حیات کو منزلِ کامرانی سے ہم کنار کرنے کے لیے بزرگانِ دین کے اسوۂ حسنہ پر عمل ضروری ہے۔ بعد صلاۃ و سلام و قل دعا کے ساتھ محفل اختتام پذیر ہوئی۔ از: محمد منہاج افسر مصباحی، جام نگر

بزمِ گلشن آسی سکندرپور کا آٹھواں انعامی مقابلہ

۲۴ر جون بروز جمعرات بعد نمازِ عشا دار العلوم سرکار آسی سکندر پور میں انعامی مقابلہ کا پروگرام منعقد ہوا۔ مولوی محمد واصف ارشد نے محفل کا آغاز کیا۔ نقابت کے فرائض مولوی محمد رئیس القادری نے انجام دیے، پھر انعامی مقابلے کا دور شروع ہوا اور طلبہ نے تقریر اور نظم خوانی کی۔ شرکاے مقابلہ کے مابین کامیابی کا معیار تین چیزوں پر رکھا گیا تھا۔ ترنم، تحت تلفظ، طرز ادا۔ فیصل کی حیثیت سے مولانا محبوب عالم، مولانا محمد شمیم احمد، حافظ و قاری محمد مقصود احمد اور غلام رشیدی صاحب نے شرکت کی۔ مذکورہ ججوں کے متفقہ فیصلوں سے نعت خوانی میں مسعود عالم جمالی کو پہلا انعام دیا گیا، جب کہ تقریر میں پہلی پوزیشن محمد ریحان رضا نے حاصل کی۔ دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو بھی انعامات دیے گئے۔ صلاۃ و سلام اور مولانا محمد الیاس نوری کی دعا پر محفل کا اختتام ہوا۔ از: محمد اعظم رشیدی، سکندر پور، بلیا